OPEN ACCESS
Al-Azvā الاضواء
ISSN 2415-0444 ;E 1995-7904
Volume 37, Issue, 58, 2022
www.aladwajournal.com

عصر حاضر کے مسائل کے بارے میں فتاوی میں احتیاط کا منہج۔ اسباب، شرعی حیثیت اور اصول وضوابط

Precautionary Methodology in Fatāwa: Shariah Ruling, Reasons, and Principles

Abdul Hameed (corresponding author)
Lecturer, Department of Fatwa Studies, Sharia Academy
International Islamic University, Islamabad

Hafiz Abdul Hannan Hamid, Assistant Professor
Dawah Academy, International Islamic University, Islamabad

KEYWORDS

Fatwa; non-binding theory; methodology of fatwa; Islamic Law

Date of Publication: 30-12-2022

Abstract

Fatwa is the easiest tool to explore the religious status of any newer problem faced by the public, though it is a non-binding theory by its nature still people rely on that and get it from any renowned scholar for the sake of awareness and to support their religious background. The ultimate result of a fatwa depends on the methodology adopted in it. Alike the methodologies of Tashdīd and Tasāhul the precautionary methodology has also been practised in the earlier stages of Islam when the issues were not too complicated. But in the era, we live in, the issues are much more complicated. So, there is a dire need to adopt this methodology carefully. This study throws light on the concept of such methodology, on its reasons and principles. It concludes that the precautionary methodology of fatwa is based on shariah rules and is admissible by its nature. However, it may only be adopted when a jurist can not reach an undoubted ruling or the practical shape of the issue seems unclear or the consequences of the ruling of permission will lead to any harm. Otherwise, this methodology will not be applied.

فتویٰ کی اہمیت کے لیے یہی بات کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی نسبت اپنی طرف کی ہے اور نبی کریم ﷺ نے عملی طور پر فتاویٰ صادر فرمائے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جب کوئی بھی مسئلہ پیش آتا تو وہ حضور اکرم ﷺ کے طرف رجوع کرتے اور آپ ﷺ ان کی علمی پیاس بجھاتے۔ فتویٰ میں احتیاط کو آپؐ کے زمانہ سے رائج ہے۔ آپ ﷺ ان مسائل میں خاموشی اختیار فرماتے جن میں کوئی شرعی رہنمائی موصول نہ ہوتی۔ آپ ﷺ کے بعد صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ عظام نے بھی اسی مسلک و منہج کو اختیار کیا تاکہ ان سے کوئی ایسی بات سرزد نہ ہوجائے جو شریعت کے خلاف ہو۔ جب دنیاوی مسائل ایک ہی خطے تک محدود تھے، دنیا ابھی تک گلوبلائزیشن سے ناواقف تھی تو مسائل کی نوعیت بہت سادہ تھی، البتہ جیسے جیسے مختلف تہذیبیں آپس میں ملتی گئیں، مختلف اقوام کے رسوم ورواج ملتے گئے تو مسائل کی نوعیت گھمبیر ہوتی گئی، اب مسائل وہ نہیں رہے جو کل تک تھے، کل تک کے مسائل میں صرف ایک پہلو پر غور کرنے سے مسائل حل ہوجاتے تھے لیکن اب وہی مسائل اتنے پیچیدہ ہوگئے ہیں کہ مختلف پہلوؤں سے اگر جائزہ نہ لیا جائے تو ان کے بارے شرعی رہنمائی ناقص رہ جاتی ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ علما و فقہا نے فتاویٰ صادر کرتے وقت اپنی مسلکی، مذہبی اور علمی نسبت کے مطابق مختلف مناہج کو اپنایا جن میں تساہل، شدت اور تیسیر کے مناہج قابل ذکر ہیں۔ لیکن ان مناہج کے ساتھ ساتھ احتیاط کا منہج ہے جسے نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ عظام نے اختیار۔ یہاں قابل ذکر بات یہ ہے کہ جب مسائل کی نوعیت بہت سادہ تھی اس وقت اس منہج کو اپنایا گیا لیکن عصر حاضر میں مسائل کی نوعیت بہت پیچیدہ ہوگئی ہے، اس وقت اس منہج کو اپنانے کی زیادہ ضرورت ہے کہ کئی مرتبہ کسی مسئلہ کے حکم میں شک وشبہ پیدا ہوجاتا ہے اور بسا اوقات کسی مسئلہ کی علمی صورت کیا بن سکتی ہے اس میں شک وشبہ پیدا ہوجاتا ہے اور پیچیدہ مسائل کے شرعی حکم میں یقینی صورت کا پیدا نہ ہونا کوئی حرج کی بات نہیں کیونکہ شرعی حکم نصوص شریعہ سے استدلال، استحضار اور اجتہاد کی قوت میں تمام علما اور فقہا برابر نہیں ہیں، اس لیے ایک ہی مسئلہ کے شرعی حکم میں فرق کا آنا لازمی بات ہے۔ البتہ فتویٰ دیتے وقت احتیاط کا منہج کن اسباب کی بنا پر اختیار کیا جائے گا؟ اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ اور اسکے اصول وضوابط کیا ہیں؟ اسی طرح برصغیر کے علما نے کس طرح سے اس منہج کو اختیار کیا ہے؟ یہی اس بحث کا موضوع ہیں۔

بحث کا طریق کار:

اس بحث میں نظری اور تطبیقی منہج اپنایا گیا ہے جس کے ذریعے متقدمین کی آرا اور معاصرین کے فتاوی میں عملی صورتوں کو شامل کیا گیا ہے۔

سابقہ دراسات:

ہمارے علم کے مطابق اس موضوع پر کوئی مستقل بحث یا کتاب اردو میں موجود نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔ البتہ عربی میں اس موضوع کے حوالے سے مختلف کام ہوا ہے جو کہ عرب ممالک کے مسائل کے تناظر میں کیا گیا ہے، لیکن اس بحث میں فتاوی میں منہج احتیاط کی عملی صورتیں برصغیر کے مسائل کے تناظر میں بیان کی گئی ہیں، جس سے برصغیر کے علما کی فقہی خدمات اور جہود کو اجاگر کرنا مقصود ہے۔ عرب میں ہونے والے مختلف کام مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ نظریۃ الاحتیاط الفقہی دراسۃ تاصیلیۃ تطبیقیۃ، محمد عمر سماعی

2۔ الاحتیاط حقیقتہ وحجیتہ واحکامہ وضوابطہ، ڈاکٹر الیاس بلکا

3۔ الفتوی باالاحتیاط: معناھا واسبابھا وضوابطھا

4۔ العمل باالاحتیاط فی الفقہ الاسلامی، منیب شاکر

ان بحوث میں احتیاط کی حجیت، شرائط اور عموما اس کے اثرات پر بات کی گئی ہے، البتہ الفتوی باالاحتیاط میں احتیاط کو موضوع بحث بنایا گیا ہے لیکن اس میں برصغیر کے علما، ان کے مسائل، ان کے مناہج اور خصوصا منہج احتیاط اور اس کی عملی صورتوں کو بالکل ذکر نہیں کیا گیا۔ اس بحث کے ذریعے برصغیر کے علما کے منہج احتیاط، اس کی عملی صورتوں اور ان کی فقہی جہود کو اجاگر کرنا مقصود ہے۔ تاکہ یہ بحث اس موضوع کے بارے میں اضافے کا سبب بن سکے۔ اور یہی اس بحث کی خصوصیت ہے۔

پہلی بحث: فتوی اور احتیاط کا معنی ومفہوم:

فتوی کا مفہوم:

فتوی عربی زبان کا لفظ ہے جو عموما دو معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے؛ بسا اوقات فتوی کا لفظ بالکل نئی چیز کے لیے استعمال ہوتا ہے جیسا کہ بلوغت کی عمر کو پہنچنے والے آدمی کو عربی میں فتی کہا جاتا ہے[1]۔ اور دوسرا اس کا معنیٰ کسی چیز کی وضاحت کرنا ہوتا ہے جیسا کہ کسی سے سوال کیا جائے تو مسؤول اس سوال کی وضاحت کرے، اسی طرح فقیہ جب کسی مسئلہ کی وضاحت کرکے اس کا حکم بیان کرتا ہے تو عربی زبان میں اس کی تعبیر بھی لفظ فتوی / افتاء سے کی جاتی ہے[2]۔

البتہ اصطلاحی مفہوم کے اعتبار سے ہر نئی چیز اور ہر جواب یا تفسیر کی تعبیر فتوی کے لفظ سے نہیں کی جاتی بلکہ فتوی کا لفظ ایک خاص تعبیر کے لیے استعمال ہوتا ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہے: "کسی مسئلے کا شرعی حکم سائل کے لیے

شرعی دلیل کی بنیاد پر بیان کرنا" فتوی کہلاتا ہے [3]۔ اب جہاں بھی لفظ فتوی یا افتاء استعمال کیا جاتا ہے تو اس سے مراد شرعی مسائل کا دلیل کی بنیاد پر شرعی حکم بیان کرنا ہوتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ جس مسئلے میں صرف جواب ہو سائل پر اس کا الزام نہ ہو، مسئلہ بھی شرعی ہو غیر شرعی مسئلہ نہ ہو، دلیل بھی ساتھ موجود ہو بغیر دلیل کے نہ ہو اور کسی سائل کے سوال کرنے پر ایسا جواب دیا جائے تو وہ فتوی کہلائے گا ورنہ اسے فتوی نہیں کہا جائے گا۔

احتیاط کا مفہوم:

احتیاط عربی زبان کا لفظ ہے اور باب افتعال کا مصدر ہے، اس کا مادہ (Root word) ح، و، ط ہے [4]۔ اور لفظ حوط کسی چیز کی حفاظت کرنے، اسے صحیح سلامت رکھنے اور ہلاک ہونے سے بچانے کے لیے، کسی چیز کا علمی احاطہ کرنے اور کسی کا گھیراؤ کرنے کے معانی میں استعمال ہوتا ہے [5]۔

البتہ اصطلاحی لحاظ سے احتیاط کے کئی معانی بیان کیے گئے ہیں، چند ایک مندرجہ ذیل ہیں:

1- نفس کو گناہوں میں واقع ہونے سے بچانا [6]۔
2- ایسا کام کرنا جس سے شک کا ازالہ ہو جائے [7] احتیاط کہلاتا ہے۔
3- مکلف کا کسی ایسے کام سے اجتناب کرنا جس کے حرام یا مکروہ ہونے کا اندیشہ ہو [8]، احتیاط کہلاتا ہے۔
4- کسی کام کو اس لیے کرنا کہ اس کے واجب ہونے کا احتمال ہے یا اس لیے کسی کام کو ترک کر دینا کہ اس کے حرام ہونے کا اندیشہ ہے [9]۔
5- ممنوع کام میں واقع ہونے سے بچنا یا کسی مامور بہ کام کو شک وشبہ کی بنیاد کر ترک کر دینا [10]۔

فتویٰ میں احتیاطی منہج کا مفہوم:

فتوی اور احتیاط کی مذکورہ تعریفات پر نظر ڈالنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کسی شرعی مسئلہ کے بارے مفتی سائل کو جواب دیتے وقت دلیل کی بنیاد پر محتاط انداز میں ایسا جواب دے کہ جس سے اس شرعی مسئلہ کے بارے پیدا ہونے والے شکوک وشبہات کا ازالہ ہو جائے اور کسی ممنوع کام میں واقع ہونے سے رک جائے۔

فتویٰ کے دوسرے مناہج مثلا فتویٰ میں تساہل کا منہج، تشدد کا منہج اور فتویٰ میں آسانی پیدا کرنے کا منہج کی طرح فتویٰ میں احتیاطی پہلو اپنانا بھی باقاعدہ ایک منہج ہے جسے کئی علمائے کرام اور مفتیان عظام فتویٰ صادر کرتے وقت اختیار کرتے ہیں۔ فتویٰ اور احتیاط کے الگ الگ مفہوم ومعانی تو مل جاتے ہیں البتہ بطور مرکب اور بطور اصطلاح اس کی تعریف معدوم ہے۔ عموما اس منہج میں فتوی صادر کرتے وقت احتیاطی تدابیر، ورع وتقویٰ، نتائج کی درستگی، مآل

کا اعتبار اور ذمہ داری سے براءت کی بنیاد پر احتیاطی رویہ اپنایا جاتا ہے اسی لیے فتویٰ میں احتیاطی منہج کے تصور کو بہت دقیق انداز میں اس کے مالہ وماعلیہ کو بیان کرنا کافی مشکل ہے، البتہ فتویٰ میں احتیاطی منہج کو یوں بیان کیا جاسکتا ہے:

"فتویٰ صادر کرتے وقت مفتی کا اشتباہ کی صورت میں اپنے فتوی کی بنیاد مامور بہ کام کو احتیاطاترک کرنے، ممنوع کام میں واقع ہونے سے بچنے، شبہات سے بچنے اور ایسے مفسدہ کو دور کرنے پر رکھے جس کا واقع ہونا متوقع ہے"۔

دوسری بحث: منہج احتیاط کے اعتبار سے فتویٰ کی اقسام:

فتویٰ میں احتیاط کا منہج اختیار کرتے ہوئے مفتی جب فتویٰ صادر کرتا ہے تو اس فتویٰ کی مختلف اعتبارات سے کئی اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

پہلی قسم: متعلق (کام کرنے یا نہ کرنے) کے اعتبار سے احتیاطی فتویٰ کی اقسام:

احتیاطا کام کرنے کا فتویٰ دینا:

جب کسی کام کے کرنے کا احتمال ہو اور اس کا وجوب بھی ممکن ہو تو مفتی مصلحت کی بناپر اس کام کو احتیاطی طور پر کرنے کا فتویٰ دے۔ جیسا کہ وہ آدمی جس نے تیمم کر کے نماز ادا کرلی ہو پھر اسے معلوم ہو کہ اس کے پاس پانی موجود تھا یا اس کے قریب ہی پانی کا کنواں موجود تھا جہاں سے وہ پانی حاصل کر کے وضو کر سکتا تھا اگر اسے اس کنوے کے وجود کا علم ہوتا، تو ایسے آدمی کے لیے شافعیہ کے ہاں احتیاطا نماز کا اعادہ کرنے کا حکم ہے[11]۔

احتیاطا کام نہ کرنے کا فتویٰ دینا:

جب کسی کام کے ممنوع کا احتمال ہو اور اس کی حرمت میں اختلاف ہو تو احتیاطی طور پر ایسے کام کو ترک کرنے کا فتویٰ دینا تاکہ اس کے مفسدہ سے بچا جاسکے[12]۔ مثلاً کسی آدمی نے اپنی بیوی کو کہا کہ میں نے اسے چھوڑا، تو چونکہ یہ لفظ کنائی ہے تو کنائی لفظ سے اگر خاوند طلاق کی نیت کرے تو اس سے مراد طلاق بائن ہی ہوتی ہے لیکن بعض کنائی الفاظ بھی طلاق کے لیے خاص ہو چکے ہیں ان میں خاوند کی نیت معتبر نہیں ہو گی۔ اس لفظ میں چونکہ اختلاف ہے لیکن مفتی محمودؒ نے اس کنائی لفظ کو طلاق کے لیے مخصوص مان کر یہی فتوٰی دیا ہے کہ احتیاط اسی میں ہے کہ ایسی صورت میں بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح نہ کیا جائے[13]۔ اسی طرح کفایت المفتی کے مصنف سے جب پوچھا گیا کہ جھینگا

حلال ہے یا حرام؟ تو انہوں نے کہا کہ اس کو بعض نے مچھلی میں شمار کیا ہے یعنی حلال ہے اور بعض اسے کیڑے کی ایک قسم قرار دے کر حرام کہتے ہے، تو احتیاط اسی میں ہے کہ اس کو نہ کھایا جائے[14]۔

اور متقدمین میں سے فتویٰ کی یہ احتیاطی تقسیم ابن السبکیؒ[15] کے ہاں پائی جاتی ہے وہ احتیاط کے بارے میں بات چیت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: "جو مسائل احتیاط کا تقاضا کرتے ہیں وہ غیر محصور ہیں جن کا لب لباب یہ ہے کہ جن مسائل میں منفعت کا حصول غالب ہو وہاں ایسے کاموں کے کرنے میں احتیاط ہوتی ہے اور جہاں کسی مفسدہ سے بچنا مقصود ہو وہاں کام نہ کرنے میں احتیاط ہوتی ہے جیسا کہ متحیرہ اور حائضہ عورت سے احتیاطا مجامعت کرنا حرام ہے تاکہ مفسدہ سے بچا جاسکے"[16]۔

دوسری قسم: مصدر کے اعتبار سے احتیاطی منہج کے فتاوی کی اقسام:

مصدر کے اعتبار سے احتیاطا فتویٰ کی دو اقسام ہیں:

جس کا مصدر شرعی نص ہو:

اس کی صورت یہ ہے کہ شرعی نص کا یہ تقاضا ہو کہ فتوی میں احتیاط کو اپنایا جائے۔ جیسا کہ عدی بن حاتم نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ میں اپنا سدھایا ہوا شکاری کتا شکار پر چھوڑتا ہوں تو اس کے ساتھ کوئی اور کتا بھی شکار میں مل جاتا ہے تو ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ایسی صورت میں وہ شکار نہ کھاؤ کیونکہ ممکن ہے کہ ساتھ شامل ہونے والے کتے نے اس کو شکار کیا ہو جبکہ تم نے تو اپنے کتے کو چھوڑتے وقت اللہ کا نام لیا تھا کسی اور کتے پر نہیں"[17]۔ اب یہاں عین ممکن ہے کہ جس کتے کو چھوڑتے وقت اس آدمی نے اللہ کا نام لیا ہو اسی نے ہی شکار کیا ہو لیکن چونکہ شکار میں ساتھ شامل ہونے والے کتے کے بارے میں شبہ ہے کہ شاید اس نے وہ شکار کیا ہو تو ایسے شکار کا گوشت کھانے سے نص میں منع کر دیا گیا ہے اور اسی نص کی وجہ سے یہاں فتوی میں احتیاطی منہج اپنا کر حرمت کا فتوی دیا ہے۔

جس کا مصدر اجتہاد ہو:

اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی مجتہد اپنے اجتہاد اور شرعی نصوص سے استنباط کی وجہ سے فتوی دیتے وقت احتیاط کا پہلو اختیار کرے۔ جیسا کہ شافعیہ کا پہلے فتوی گزر چکا ہے کہ جس آدمی نے پانی کے بارے میں لاعلمی کی وجہ سے تیمم کر کے نماز ادا کر لی اور بعد میں پانی کی موجودگی کا علم ہو گیا یا پتہ چلے کہ قریب ہی پانی کا کنواں موجود ہے

جہاں سے پانی حاصل کر کے وضو کر کے نماز ادا کی جاسکتی تھی تو ایسے آدمی کو شافعیہ کے موقف کے مطابق نماز کا اعادہ کرنا چاہیے۔ تو یہاں اجتہاد اور استنباط اس احتیاطی منہج کا مصدر رہے[18]۔

تیسری قسم: محتاط لہ کے اعتبار سے فتوی کی اقسام:

جس کے لیے احتیاط کی جاتی ہے اس کے اعتبار سے فتوی کی دو اقسام ہیں:

دین کو مفاسد اور نقصان سے بچانے کے لیے احتیاط اپنانا:

اس کی صورت یہ ہے کہ احتیاط کی بناپر اس لیے فتوی دینا کہ عدم احتیاط کی وجہ سے دین پر جو قدغن، اعتراض یا تنقید کا اندیشہ ہوتا ہے وہ اندیشہ اور خطرہ ٹل جائے۔ جیسا کہ جمعہ کے دن نماز فجر میں سورہ سجدہ اور سورہ دہر کی قراءت مسنون ہے، اگر ان سورتوں کی قراءت پر مداومت کی وجہ سے لوگ یہ عقیدہ اپنالیں کہ جمعہ کے روز نماز فجر میں انہی دو سورتوں کی قراءت واجب ہے ورنہ نماز نہیں ہوگی تو چونکہ یہ عقیدہ رکھنا درست نہیں بلکہ دین میں فساد اور تشدد و غلو کی علامت ہے اس لیے احتیاطا ان دونوں سورتوں کی قراءت پر عدم مداومت کا فتویٰ دینا درست ہے[19]

مکلف کے لیے احتیاط اختیار کرنا:

اس کی صورت یہ ہے کہ مکلف / سائل کو فتویٰ دیتے وقت اس لیے احتیاط اختیار کرنا تاکہ وہ کسی واجب کو ترک نہ کرے یا حرام کا ارتکاب نہ کر بیٹھے اور اپنی ذمہ داری سے یقین کے ساتھ بری الذمہ ہو۔ مثلا کوئی آدمی کسی شہر کی طرف سفر کر رہا ہے تو اگر اس کا ارادہ وہاں چار دنوں سے زیادہ ٹھہرنے کا ہے اور اس کو احتیاطا یہ فتوی دینا کہ چار دن سے زیادہ کے قیام پر نماز قصر ادا نہ کرے، درست ہے[20]۔

چوتھی قسم: حکم کے اعتبار سے فتوی میں احتیاط کرنا:

مفتی کے حق میں حکم کے اعتبار سے احتیاطا فتویٰ دینے کی چار اقسام ہیں:

احتیاطا فتوی دینا واجب ہو:

پہلی صورت یہ ہے کہ مفتی پر احتیاط کے ساتھ فتوی دینا واجب ہو، اس کی صورت یہ ہے کہ مفتی اگر احتیاط کے ساتھ فتویٰ دے گا تو وہ فتویٰ کسی واجب کام کے کرنے یا حرام کام کے ترک کا سبب بنے گا ورنہ نہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کوئی حلال جانور ذبح کر دیا گیا ہو اور پھر اسے حرام جانوروں میں خلط ملط کر دیا گیا ہو تو ایسی صورت میں حرام کو ترک کرنا اور اس سے اجتناب کرنا صرف اسی صورت میں ہی ہو سکتا ہے کہ ایسے حلال جانور کو بھی احتیاطا حرام قرار دیا جائے، کیونکہ ممکن ہے کہ اگر اسے حرام نہ قرار دیا جائے تو حرام جانور بھی کھایا جاسکتا ہے[21]۔

احتیاطا فتویٰ دینا مستحب ہو:

ایسی صورت جس میں مفتی پر احتیاط کے ساتھ فتویٰ دینا مستحب ہو، جس کی صورت یہ ہے کہ احتیاطا فتوی دینے سے ورع تقویٰ کا حصول ہو، شبہات سے اجتناب ہو اور ذمہ داری سے مکلف عہدہ برآ ہو سکے۔ عموما جب مفتی کسی سائل کو احتیاط اختیار کرنے کی تلقین کرتا ہے تو وہ فتویٰ اسی نوعیت کا ہی ہوتا ہے جس سے سائل گناہ اور شبہات میں واقع ہونے سے بچ جاتا ہے اور ذمہ داری بھی صحیح ادا کر لیتا ہے۔ جیسا کہ حنفیہ کے ہاں جب کوئی آدمی کسی ایسی جگہ ہو جہاں فجر صادق کو معلوم کرنا مشکل ہو تو اسے احتیاطا سحری کے کھانے سے رک جانا چاہیے، ہاں اگر کھا پی بھی لے تو اس پر کوئی چیز لازم نہیں آئے گی[22]۔ صاحب فتاوی رحیمیہ سے پوچھا گیا کہ رمضان میں موذن اعلان کر کے بتاتا ہے کہ سحری کا وقت ختم ہو گیا ہے تو وہ ایک ٹائم ٹیبل کے مطابق اعلان کرتا ہے، کیا اس پر اعتبار کیا جائے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ چونکہ یہ ایک تخمینہ ہے اس لیے جس ٹام ٹیبل میں احتیاطی پہلو کا زیادہ خیال رکھا گیا ہے اس کے مطابق عمل کیا جائے اور وہ یہ ہے کہ طلوع آفتاب سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل سحری سے فارغ ہو جانا چاہیے[23]۔

عز ابن عبد السلامؒ[24] احتیاط کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ احتیاط کی دو اقسام ہیں:

ایک وہ احتیاط جو مندوب ہو اور عموما ورع تقویٰ کے حصول کے لیے یہ احتیاط اپنائی جاتی ہے، جیسا کہ کوئی آدمی سویا ہوا تھا تو بیدار ہو کر برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے پہلے اپنے ہاتھوں کو تین مرتبہ دھوئے، یہ ورع تقویٰ کا تقاضا ہے اور احتیاط بھی اسی میں ہے، اسی طرح علما کے اختلاف سے نکلنے کے لیے بھی جو فتویٰ دیا جاتا ہے وہ بھی اسی قبیل سے ہے، اسی طرح موہوم مفسدہ سے اجتناب اور موہوم مصلحہ کا ارتکاب بھی اسی قبیل سے ہے۔

بسا اوقات یہ احتیاط کرنا واجب ہو جاتا ہے جیسا کسی ایسے کام کو احتیاطا چھوڑ دینا جو کسی حرام کام کے حصول کا سبب بنتا ہو[25]۔

مفتی پر احتیاطا فتوی دینا حرام ہو:

جب فتویٰ کسی شرعی نص صحیح کے مخالف ہو تو مفتی پر احتیاطا فتویٰ دینا حرام ہو جاتا ہے جیسا کہ شک کے دن کا احتیاطا روزہ رکھنے کا فتویٰ دینا حرام ہے۔

مفتی پر احتیاطا فتویٰ دینا مکروہ ہو:

جو فتوی کسی مکروہ کام کے ارتکاب کا سبب بنے تو مفتی پر ایسا فتوی دینا مکروہ ہو جاتا ہے جیسا کہ رمضان میں فجر صادق کے داخل ہونے سے پہلے احتیاطا سحری کے کھانے سے رک جانے کا فتویٰ دینا مکروہ ہے۔

پانچویں قسم: لفظ کے اعتبار سے احتیاطا فتوی دینے کی اقسام:

فتوی میں لفظ احتیاط کی صراحت کرنا:

اس کی صورت یہ ہے کہ مفتی فتویٰ دیتے وقت فتوی میں احتیاط کے الفاظ صراحت سے استعمال کرے۔ مثلا یوں کہے کہ احوط یہ ہے، یا احتیاط اس میں ہے وغیرہ۔ جیسا کہ نظام الفتاوی میں ہے کہ آسٹریلیا وغیرہ سے جو گوشت آتا ہے اگر یقین ہو جائے کہ کسی مسلمان نے ذبح کیا ہے یا کسی کتابی نے بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا ہے تو کھایا جا سکتا ہے ورنہ ورع تقوی کا تقاضا یہ ہے کہ اسے نہ کھایا جائے[26]۔

فتوی میں لفظ احتیاط کی صراحت نہ کرنا:

مفتی محتاط فتویٰ دینے کے باوجود اپنے فتویٰ میں لفظ احتیاط کی صراحت نہ کرے، جیسے کوئی مفتی محتاط پہلو کو فتویٰ میں راجح قرار دے یا کسی کام سے اس لیے منع کرے کہ وہ کام کسی مفسدہ کے ارتکاب کا سبب ہے لیکن فتوی میں لفظ احتیاط استعمال نہ کرے۔ مثلا خچر کی حرمت کا فتویٰ دینا وغیرہ[27]۔

فتوی میں منہج احتیاط اپنانے کے اسباب:

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ احتیاط کی بنیاد اشتباہ پر ہے، جب تک اشتباہ نہ ہو بلکہ مفتی کو کسی مسئلہ کے حکم کے بارے یقین ہو تو وہ احتیاطی منہج سے فتویٰ نہیں دے گا بلکہ سائل کو ایک یقینی حکم بتائے گا، البتہ جب اشتباہ پیدا ہو جائے تو پھر مفتی کے لیے فتویٰ میں منہج احتیاط کو اپنانا درست ہے، چونکہ احتیاط کی بنیاد اشتباہ ہے تو یہ اشتباہ یا تو کسی مسئلہ کے حکم میں ہوتا ہے یا کسی مسئلہ کے حکم کی علت / مناط میں ہوتا ہے یا کسی حکم کے مآلات میں یہ اشتباہ پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے فتویٰ میں احتیاط کا منہج اپنایا جاتا ہے؛ چنانچہ فتویٰ میں احتیاط کا منہج اختیار کرنے کے تین اسباب ہیں:

- کسی مسئلہ کے حکم کی وجہ سے فتویٰ میں منہج احتیاط اختیار کرنا
- کسی مسئلہ کے حکم کی علت / مناط کی وجہ سے فتویٰ میں منہج احتیاط اختیار کرنا
- حکم کے مآلات کی وجہ سے فتویٰ میں منہج احتیاط اختیار کرنا

پہلا سبب: کسی مسئلہ کے حکم کی وجہ سے فتویٰ میں منہج احتیاط اختیار کرنا:

فتویٰ میں احتیاط کا منہج اپنانے کی عمومی وجہ یہ ہوتی ہے کہ مفتی کو کسی مسئلہ میں ادلہ کے تعارض یا اس مسئلہ کے بارے علما کے اختلاف کے پائے جانے یا جن اصولوں کی طرف اس مسئلہ کے حکم کو منسوب کیا جا سکتا ہے ان

اصولوں میں تعارض کی وجہ سے کسی مسئلہ کے حکم میں شک وشبہ پیدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ منہج احتیاط اپنانے کو ترجیح دیتا ہے۔ امام مناویؒ[28] نے بھی اسی بات کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ شرعی احکام کی جزئیات میں دقت ہونے اور ایک ایک جزئی کے ساتھ ایک سے زیادہ کلیات کے تعلق کی وجہ سے شرعی احکام واضح ہونے کے باوجود بسا اوقات مفتی پر مخفی ہو جاتے ہیں[29] جس کی وجہ سے مفتی لامحالہ منہج احتیاط کو اپناتا ہے۔

کسی مسئلہ کے حکم میں شک وشبہ پیدا ہونے کی وجہ سے منہج احتیاط مندرجہ ذیل تین وجوہات کی وجہ سے اپنایا جاتا ہے:

پہلی وجہ: الخروج من الخلاف:

بسا اوقات کسی مسئلہ کے حکم میں علما کا اختلاف ہوتا ہے تو اس محل نزاع اور محل اختلاف سے بچنے کے لیے فتویٰ میں منہج احتیاط کو اپنایا جاتا ہے؛ اس کی صورت یہ ہے کہ کسی مسئلہ کے وجوب اور عدم وجوب میں اختلاف ہوتا ہے تو ایسے کام کو کرنے کا احتیاطاً حکم دیا جاتا ہے تاکہ کسی واجب کام کا ترک لازم نہ آئے، اسی طرح اگر کسی مسئلہ کی حرمت میں اختلاف پایا جائے تو اسے نہ کرنے کا فتویٰ احتیاطاً دیا جاتا ہے تاکہ اس کے کرنے سے ممنوع کام کا ارتکاب نہ ہو جائے۔ اور جب کسی مسئلہ کے مباح اور حرام ہونے میں اختلاف ہو جائے تو اسے احتیاطاً نہ کرنے کا فتویٰ دیا جاتا ہے[30] اور جب کسی مسئلہ کی مصلحت وجوب یا ندب کا تقاضا کرے تو ایسی صورت میں وجوب کا فتویٰ دیا جاتا ہے تاکہ ذمہ داری سے براءت کا حصول ہو سکے[31]۔

یہاں یہ بات یاد رہے کہ الخروج من الخلاف کی وجہ سے فتویٰ میں احتیاط کا منہج اپنانے سے ورع تقویٰ کا حصول ہوتا ہے اور ذمہ داری کی ادائیگی بھی ہو جاتی ہے، اور شرعی احکام میں احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے کہ مواضع اختلاف میں مصلحت والے کام کو کیا جائے اور مفاسد والے کام کو ترک کیا جائے[32]۔

احتیاط کے بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ[33] رقم طراز ہیں کہ ورع تقویٰ کا یہی تقاضا ہے کہ جس کام کے واجب ہونے میں شک پیدا ہو جائے اس کو کیا جائے[34]، اسی طرح ان کا کہنا ہے کہ شریعت میں جس کام میں وجوب ممکن ہو تو شرعی طور پر اس کی ادائیگی میں احتیاط ہے[35]۔

تاہم یہ یاد رہے کہ الخروج من الخلاف کے لیے احتیاط کا منہج اس وقت اپنایا جائے گا جب مفتی کے ہاں اختلاف کی وجہ قوی ہو اور مخالف کا قول بھی قابل اعتماد قوی دلیل پر مبنی ہو[36] اور نہ ہی تمام مسائل اختلاف میں احتیاط کا فتویٰ دینا مناسب ہے اور یہ بات بھی ضروری ہے کہ اختلاف سے نکلنے سے سنت کی مخالفت لازم آئے نہ کسی اور اختلاف میں واقع ہونا لازم آئے اور نہ اجماع کی مخالفت لازم آئے[37]۔

الخروج من الخلاف میں فتویٰ دیتے وقت احتیاط کا منہج اپنانے کا ضابطہ یہ ہے کہ اگر مخالف کے قول کی دلیل نہایت ضعیف ہو تو اس کو خاطر میں نہیں لایا جائے گا اور نہ احتیاط کا منہج اپنایا جائے گا بلکہ جہاں مخالف کے قول کی دلیل مفتی کے ہاں قوی ہو اور سند صحیح ہو تو ایسی صورت میں ورع تقویٰ کی بنیاد پر منہج احتیاط کو اپنایا جائے گا[38]۔

مذکورہ بالا اقوال پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوا کہ فتویٰ میں احتیاط کا منہج اپنانے کے لیے مفتی کے ہاں معتبر اختلاف کا پایا جانا ضروری ہے اور تمام مفتیان کرام کا علمی اور تحقیقی درجہ چونکہ ایک جیسا نہیں ہوتا لہذا کسی مفتی کے ہاں کسی مسئلہ میں پائے جانے اقوال جس قدر قوی ہوں گے اسی لحاظ سے اس مفتی کے ہاں اس مسئلہ میں منہج احتیاط اختیار کرنا ضروری ہو گا[39]۔

احتیاطا الخروج من الخلاف کی امثلہ یہ ہیں:

اونٹ کا گوشت کھا لینے سے فقہ حنفی میں وضو نہیں ٹوٹتا [40] اس کے باوجود صاحب فتاوی فریدیہ نے وضو کرنا مستحب قرار دیا ہے تاکہ جن علما کے ہاں اونٹ کا گوشت کھا لینے کے بعد وضو ٹوٹ جاتا ہے اور ان کی دلیل بھی قوی ہے تو کوئی خلاف واقع نہ ہو جائے[41]۔

اسی طرح مجلس تحقیق اسلامی کے زیر اہتمام محدث فتوی نے یہ رائے اختیار کی ہے کہ سجدہ تلاوت اگرچہ نماز نہیں اور نہ اس کے لیے طہارت شرط ہے لیکن پھر بھی وضو کی حالت میں سجدہ تلاوت کرنا چاہیے[42]۔

دوسری وجہ: ترجیح الاشد کا فتویٰ دینا:

بسا اوقات علما کے مختلف اقوال قوت میں برابری یا دلائل کے متعارض ہونے کی وجہ سے مفتی کسی ایک قول کو راجح قرار نہ دے سکے، مثلا مباح اور حرمت کی دلیل میں تعارض ہو جائے اور مفتی کسی ایک کو راجح قرار نہ دے سکے جس کا نتیجہ یہ ہو کہ مفتی کو اس مسئلہ کے حکم میں شک پیدا ہو جائے تو ایسی صورت میں مفتی احتیاطا ترجیح الاشد سے فتویٰ دیتا ہے[43] تاکہ اس کی ذمہ داری ادا ہو جائے اور جمہور اصولیین کا موقف اقوال کے مساوی ہونے کی صورت میں احتیاطا ترجیح الاشد کا فتوی دینا ہے[44]؛ کیونکہ اس میں ذمہ داری کی ادائیگی ہوتی ہے اور فرض کی حفاظت ہوتی ہے[45]۔

امام جوینیؒ[46] اس بارے رقم طراز ہیں کہ "جب دو دلیلیں آپس میں متعارض ہوں اور ان میں ایک احتیاط کے زیادہ قریب ہو تو احوط دلیل راجح ہو گی کیونکہ سلامتی اور ورع تقویٰ اسی میں ہی ہے اور ایسی صورت میں احتیاط کرنا ہی شریعت کے تقاضا اور شریعت کے محاسن میں سے ہے"[47]۔

یہاں یہ بات یاد رہے کہ بسا اوقات دلیل کے مخفی ہونے، اس کے بارے عدم معرفت یا اس میں اجمال کی وجہ سے مفتی کو کسی مسئلہ کے حکم میں شک وشبہ پیدا ہو جاتا ہے تو ایسی صورت میں اسے چاہیے کہ ترجیح الاشد سے کام لے یعنی جو دلیل اور جو حکم احتیاط کے زیادہ قریب ہے اس کو راجح قرار دے، مثلا کوئی یہ سوال کرے کہ مس ذکر سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں اور مفتی کو اس میں راجح کا علم نہ ہو تو اسے چاہیے کہ اسے ناقض وضو قرار دے کیونکہ احتیاط اسی میں ہی ہے۔

ترجیح الاشد پر فتویٰ دینے کی مثال:

فقہ حنفی میں مطلق تکبیرات کے بارے اختلاف پایا جاتا ہے؛ امام ابو حنیفہؒ کے ہاں یوم نحر کی عصر کے بعد تکبیرات کا وقت ختم ہو جاتا ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک آخری ایام تشریق کی نماز عصر کے بعد تکبیرات کا وقت ختم ہو جاتا ہے [48]، لیکن صاحب فتاوی حقانیہ نے [49] صاحبین کے قول کو راجح قرار دیا ہے [50]، کیونکہ عبادات میں یہی احوط ہے۔

تیسری وجہ: ثقیل رائے پر فتویٰ دینا:

جن مسائل میں علما نے کسی چیز کی مقدار کے بارے اختلاف کیا ہے اور ان کے بارے مفتی کو شک وشبہ پیدا ہو گیا ہے تو ایسی صورت میں مفتی کو چاہیے کہ وہ ثقیل رائے یعنی زیادہ مقدار والی رائے پر احتیاطا فتویٰ دے تاکہ وہ اپنی ذمہ داری سے بری ہو سکے [51]۔ امام رازیؒ [52] نے بھی یہی کہا ہے کہ ایک طریقہ احتیاط یہ بھی ہے کہ اکثر پر عمل کیا جائے یا ثقیل رائے پر عمل کیا جائے [53]۔

ثقیل یا کثرت والی رائے پر فتوی دینے کی مثال:

صدقہ فطر کی مقدار کے بارے میں اختلاف ہے بعض کے ہاں تین کلو گرام ادا کیا جائے گا، بعض کے ہاں سوا دو کلو گرام اور بعض کے نزدیک دو کلو اور چالیس گرام ادا کیا جائے گا [54]۔ احتیاط اسی میں ہے کہ زیادہ قیمت والی جنس سے ادا کرے تاکہ اس کی ذمہ داری صحیح طریقے سے ادا ہو سکے، جیسا کہ صاحب فتاوی رحیمیہ نے فتوی دیا ہے کہ اگر بیرون ملک کے افراد یہاں فطرانہ ادا کرنا چاہیں اور یہاں کی گیہوں کی قیمت زیادہ ہو تو اسی کے مطابق قیمت ادا کریں [55]۔

دوسرا سبب: مناط الحکم کی وجہ سے فتویٰ میں منہج احتیاط اختیار کرنا:

فتویٰ میں احتیاط کا منہج اختیار کرنے کا دوسرا سبب کسی مسئلہ کے حکم کی عملی صورت میں التباس واشکال کا پیدا ہونا ہے، گویا کہ مفتی کو حکم کا علم ہوتا ہے مگر حکم کی وجہ اور اس کی عملی صورت میں اسے شک وشبہ لاحق ہو جاتا ہے

جس کی وجہ سے وہ احتیاطاً فتویٰ دیتا ہے تاکہ شک وشبہ دور ہو جائے۔

مناط الحکم کی وجہ سے فتویٰ میں احتیاط کا منہج اختیار کرنے کی تین وجوہات ہیں؛

پہلی وجہ: تحریم کے پہلو کو ترجیح دینا:

جب کسی چیز کی حرمت اور اباحت میں اختلاف ہو جائے یا شبہ پیدا ہو جائے یا کسی چیز میں حلال و حرام کا اختلاط ہو جائے اور ان میں تفریق کرنا ممکن ہو تو ان صورتوں میں فتویٰ احتیاطاً حرمت کا دیا جائے گا؛ اس لیے کہ حرام سے اسی طرح ہی بچا جا سکتا ہے[56]۔ ایسی صورت میں اس فقہی قاعدے کے مطابق فتویٰ دیا جائے گا: "جب حلال و حرام جمع ہو جائیں تو حرام کے پہلو کو غلبہ حاصل ہوتا ہے"[57]۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: "جب حلال و حرام مل جائیں تو دونوں سے اجتناب کیا جائے گا؛ اس لیے کہ جب اس کو استعمال کیا جائے گا تو حرام حصے کا استعمال قطعی طور پر ہو جائے گا اور یہ درست نہیں ہے، یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ حلال و حرام ایسی صورت میں خلط ملط ہو گئے ہیں کہ اب دونوں میں فرق کرنا ممکن ہے جیسا کہ پانی میں نجاست مل گئی ہو اور اسے الگ کرنا ممکن ہو تو ایسی صورت میں کسی ایک کو بھی استعمال نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ ترجیح بلا مرجح ہو گی تو جب وہ حکم میں برابر ہیں تو ان دونوں سے ہی اجتناب کرنا ضروری ہے"[58]۔ مثلا: اگر کپڑے پر نجاست کی جگہ آدمی پر مخفی ہو جائے اور اس کو پتہ نہ چلے تو ایسی صورت میں احتیاطاً زیادہ کپڑا دھویا جائے گا؛ کیونکہ زیادہ کپڑا دھونے سے ہی وہ نجاست زائل ہو گی[59]۔

دوسری وجہ: یقینی صورت پر فتویٰ دینا:

مفتی کو جب کسی چیز کے بارے شک ہو جائے تو وہ اس کے بارے یقینی صورتحال کی بنا پر فتویٰ دے گا یا اس مسئلہ میں اصل کی بنیاد پر فتویٰ دے گا۔ مثلا: ایک آدمی کسی چیز کے وقوع اور عدم وقوع کے بارے میں شک میں پڑ جائے تو اب اصل کی بنا پر فتویٰ دیا جائے گا اور وہ ہے عدم وقوع؛ کیونکہ اسی صورت میں ہی مفتی اپنی ذمہ داری سے بری ہو سکتا ہے۔

امام سرخسیؒ[60] کہتے ہیں کہ عبادات میں احتیاط سے کام لیا جائے گا اور احتیاط کا طریقہ یہ ہے کہ یقینی صورت پر حکم کی بنیاد رکھی جائے نہ کہ احتمالی صورت پر[61]۔ مثلا: اگر کسی کو رکعات کی تعداد میں شک ہو گیا ہے اور غالب گمان بھی کسی طرف نہ ہو تو کمی کی جانب اختیار کرے۔ مثلاً کسی کو تین یا چار رکعت میں شک ہو جائے اور یہ شک پہلی مرتبہ نہ ہوا ہو اور غالب گمان کسی طرف نہ ہو تو اس کو چاہیے کہ تین رکعتیں شمار کرے اور ایک رکعت مزید پڑھ کر نماز پوری کرے اور آخر میں سجدہ سہو بھی کرے[62]۔

تیسری وجہ: کام ترک کرنے کا فتویٰ دینا:

بسا اوقات مفتی کسی چیز کی اباحت اور حرمت کے بارے میں شک میں پڑ جاتا ہے تو ایسی صورت میں احتیاط اختیار کرتے ہوئے کام کے نہ کرنے کا فتویٰ صادر کرے گا۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ ورع تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی جس چیز کی حرمت کے بارے میں شک میں پڑ جائے یا اس کے انجام سے خوف زدہ ہو یا اس کی حرمت کو جانتا ہو تو اسے ترک کر دے[63]۔ مثلا: جیسا کہ نظام الفتاوی میں ہے کہ آسٹریلیا وغیرہ سے جو گوشت آتا ہے اگر یقین ہو جائے کہ کسی مسلمان نے ذبح کیا ہے یا کسی کتابی نے بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا ہے تو کھایا جا سکتا ہے ورنہ ورع تقوی کا تقاضا یہ ہے کہ اسے نہ کھائے[64]۔

تیسرا سبب: مآل الحکم کے اعتبار سے فتویٰ میں احتیاط کا منہج اختیار کرنا:

بسا اوقات فتویٰ دیتے وقت مفتی کو اس بات کا شک ہوتا ہے کہ اگر اس مسئلہ میں یہ حکم دے دیا گیا تو یہ حکم کسی حرام کام کے ارتکاب کی طرف لے جائے گا جس کی وجہ سے مفتی اس کام سے احتیاطا منع کر دیتا ہے؛ کیونکہ جو کام کسی حرام کی طرف لے کر جائے وہ بذات خود حرام ہوتا ہے۔ اور جس قدر متوقع حرام کا خطرہ قوی ہوتا چلا جائے گا اسی قدر احتیاط سے فتویٰ دینا لازمی ہوتا چلا جائے گا۔ جیسا کہ کسی اجنبی عورت کے ساتھ خلوت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے اور عورت کو بغیر محرم کے سفر کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ کیونکہ اجنبی عورت سے خلوت اور عورت کا بغیر محرم کے سفر کرنا زنا کا سبب بن سکتا ہے۔

مآل الحکم کی وجہ سے فتوی میں احتیاط کا منہج دو طرح سے ظاہر ہوتا ہے؛ ایک یہ کہ فتویٰ میں جس مسئلہ کے بارے میں پوچھا گیا ہے اس سے بالکل منع کر دیا اور یہ سد ذریعہ کی وجہ سے ہے۔ جیسا کہ نوجوان آدمی کو روزے کی حالت میں اپنی بیوی کو بوسہ دینے کی کراہت کا فتویٰ ہے؛ کیونکہ یہ اس کے روزے کے فاسد ہونے کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے[65]۔ اسی طرح ایسی فیکٹری سے انگور کی فروخت کرنے کا معاہدہ کرنا جس نے اس سے شراب بنانی ہو تو یہ جائز نہیں ہے[66]۔

دوسرا یہ کہ مباح کاموں میں عدم وسعت اور عدم تکثیر کا فتویٰ احتیاطا دینا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے مباح کام بذاتہ تو درست ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ مباح کام میں سستی، تساہل اور غفلت کی وجہ سے بسا اوقات انسان حرام کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے اس لیے ایسے مباح کام کو نہ کرنے کا فتویٰ دیا جائے گا تاکہ وہ کسی اور حرام کام کے ارتکاب کا سبب نہ بنے[67]۔

اس کی مثال یہ ہے کہ کتابی عورت سے نکاح کرنا مباح ہے، جائز ہے لیکن چونکہ یہ نکاح آدمی کے دین میں فساد کا سبب بن سکتا ہے اس لیے یہ مباح کام کرنے سے منع کر دیا جائے گا[68]۔

فتویٰ میں احتیاط کا منہج اختیار کرنے اور اس پر عمل کرنے کا حکم:

احتیاط کا منہج اختیار کرنا شریعت کے اصولوں میں شمار ہوتا ہے[69] اور یہ ایک شرعی مقصد بھی ہے۔ چنانچہ شریعت ایسے کاموں سے اجتناب کرنے کا حکم دیتی ہے جو کسی نہ کسی فساد کا سبب بن سکتے ہیں[70]۔ شریعت جس طرح کسی حرمت اور کراہت والے کام کے مفاسد کو ختم کرنے کے بارے میں محتاط ہے اسی طرح مندوب اور واجب کاموں کی مصلحت کے بارے میں بھی محتاط ہے۔ امام جصاصؒ[71] کا کہنا ہے کہ احتیاط کا اعتبار کرنا اور اس کو دلیل بنانا اصول الفقہ میں ایک بہت بڑا اصول ہے جسے تمام فقہا نے استعمال کیا ہے[72]۔

احتیاط کی مشروعیت کے بارے شریعت میں کثیر تعداد میں ادلہ ہیں جن میں بعض مندرجہ ذیل ہیں؛

پہلی دلیل:

اللہ تعالیٰ نے وہم و گمان سے اجتناب کرنے کا حکم دیا ہے حالانکہ جو گمان گناہ کا سبب بن سکتا ہے وہ بہت قلیل ہے، تو احتیاطا ہر قسم کے گمان سے بچنے کا حکم دے دیا ہے۔ ابن السبکی فرماتے ہیں: اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے بعض ایسے گمانوں سے بھی بچنے کا حکم دیا ہے جو گناہ نہیں ہیں لیکن چونکہ وہ گناہ بن سکتے ہیں تو منع فرمادیا، اور یہی احتیاط ہے[73]۔

دوسری دلیل:

نبی کریم ﷺ نے متشابہات سے بچنے کا حکم دیا ہے تاکہ ان کا استعمال محرمات میں واقع ہونے کا سبب نہ بن جائے۔ امام بغوی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ورع تقوی اور احتیاط کے بارے اصل کی حیثیت رکھتی ہے۔ کہ کسی چیز کی حلت و حرمت اگر کسی آدمی پر مخفی ہو جائے تو ورع تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے تاکہ کہیں حرام میں واقع ہونے کا ارتکاب نہ ہو جائے[74]۔

تیسری دلیل:

آپ ﷺ نے کھجور کا ایک ٹکڑے کو کھانے سے انکار کر دیا صرف اس ڈر سے کہ کہیں یہ صدقے کے مال سے نہ ہو[75]۔ ان ادلہ سے معلوم ہوا کہ احتیاط شریعت کے اصولوں میں سے ایک اصل ہے اور یہ شریعت کا ایک مقصد بھی ہے؛ کیونکہ اس کے اختیار کرنے سے حرام کاموں میں واقع ہونے سے انسان بچ جاتا ہے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ فتویٰ میں احتیاط کا منہج اختیار کرنا اسباب کے پائے جانے کے وقت واجب اور لازم نہیں ہے بلکہ

مستحب اور مندوب ہے، ہاں یہ ضرور ہے کہ کسی چیز کے حکم میں شبہ جس قدر قوی ہو گا اسی قدر اس منہج کو اختیار کرنا ضروری ہو جاتا ہے، چنانچہ مفتی کو احتیاط کے ساتھ فتویٰ دیتے وقت جن امور کا خیال رکھنا لازم ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

- جب احتیاط کے ساتھ فتویٰ دینا کسی حرام کی طرف نہ لے جائے تو ایسی صورت میں احتیاط کا منہج اختیار کرنا مستحب ہے۔
- احتیاط کا منہج اختیار کرنا مشروع ہے لیکن مفتی کو چاہیے کہ اس میں مبالغے سے کام نہ لے،یعنی جہاں احتیاط کی ضرورت نہیں تھی وہاں بھی احتیاط سے فتویٰ دے، یہ درست نہیں، مثلاً ایک آدمی نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور شک میں پڑ گیا کہ طلاق دی ہے یا نہیں یا تین طلاقیں دی ہیں یا ایک ؟ تو مفتی یہاں تین طلاقوں کا فتویٰ احتیاطاً دے یہ درست نہیں ہے۔ تو ایسی صورت میں احتیاط کے منہج میں وسعت اختیار کرنا جائز نہیں ہے۔
- احتیاط کا منہج اختیار کرنے کی بنیاد مفتی کے ہاں کسی مسئلہ کے حکم میں واقع ہونے والے شبہ پر ہے۔ بسا اوقات ایک مفتی کو کسی مسئلہ کے حکم میں شبہ محسوس ہوتا ہے جبکہ دوسرے مفتی کو اس میں وہ شبہ نظر نہیں آتا تو ایسی صورت میں احتیاط کے ساتھ فتویٰ نہیں دیا جائے گا۔ اسی طرح جب محل شبہ قوی ہو تو احتیاط کا منہج اختیار کیا جائے گا ورنہ نہیں۔

احتیاط کا منہج اختیار کرنے کے ضوابط:

فتویٰ میں احتیاط کا منہج اختیار کرنا کسی سبب کی بنا پر ہوتا ہے، سبب جس قدر قوی ہو گا اسی قدر اس منہج کا اختیار کرنا ضروری ہو گا۔ فتویٰ میں ہمیشہ اس منہج کا اختیار نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس کے ضوابط ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

1- **احتیاط کے ساتھ فتویٰ دینا شرعی نص کے مخالف نہ ہو:** جس شرعی نص جو واضح مدلول والی ہو، پائی جائے تو اس نص کے مدلول کے مطابق فتویٰ دینا ضروری ہے، ایسی صورت میں احتیاط کے ساتھ فتویٰ نہیں دیا جائے گا[76]۔

2- **جس شبہ کی وجہ سے احتیاط کا منہج اختیار کیا جا رہا ہے وہ شبہ قوی اور معتبر ہو:** معتبر اور قوی شبہ سے مراد یہ ہے کہ ایسا شبہ جس کی موجودگی میں ذہن کسی مسئلہ پر حکم لگانے سے موقوف ہو جائے اور اس کی موجودگی میں دلیل نہ بن سکے [77]۔ محض احتمال کی وجہ سے احتیاط کا منہج اختیار نہیں کیا جائے گا[78]۔

3- **احتیاط کا منہج اختیار کرنا حرج اور مشقت میں واقع ہونے کا سبب نہ ہو:** اس لیے کہ شریعت تو حرج اور مشقت سے بچانے کے لیے ہے لہذا احتیاط کا اس اصل سے متعارض ہونا لازم نہ آئے ورنہ احتیاط کو ترک کر دیا جائے گا [79]۔ آمدی کہتے ہیں کہ احتیاط کی طرف اس وقت جایا جائے گا جب یہ غیر مضر ہو[80]۔

4- **احتیاط کا منہج اختیار کرنا وسواس اور دین سے نفرت کرنے کا سبب نہ بنے:** اگر احتیاط اختیار کرنا دین سے نفرت کا سبب بنے تو احتیاطکا منہج اختیار نہیں کیا جائے گا، جیسا کہ امام نوویؒ نے کہا ہے کہ عبادات وغیرہ میں احتیاط

کرنا اس وقت مستحب ہے جب یہ وسواس کا سبب نہ بنے[81]۔ ابن قیمؒ[82] نے وسوسہ اور احتیاط میں یوں فرق کیا ہے کہ سنت پر عمل کرنے میں مبالغہ کرنا بغیر غلو اور زیادتی کے احتیاط کہلاتا ہے جبکہ غیر مسنون چیز پر عمل کرنا وسوسہ کہلاتا ہے[83]۔

5- **احتیاط کا منہج اختیار کرنے سے راجح مصلحت کا فقدان لازم نہ آئے:** فتویٰ میں احتیاط کا منہج اختیار کرنے سے اگر راجح مصلحت کا فقدان لازم آئے تو اس منہج کو اختیار نہیں کیا جائے گا، جیسا کہ طلاق کے مسئلہ میں آدمی اگر طلاق دینے اور نہ دینے کے بارے میں شک میں پڑ گیا ہے تو ایسی صورت میں طلاق دینے کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا ورنہ راجح مصلحت کا فقدان لازم آئے گا۔

خلاصہ بحث

اس بحث سے جو نتائج سامنے آئے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

1- فتویٰ میں احتیاط کا منہج اختیار کرنا ایک مستقل منہج ہے جسے متقدمین اور معاصر علما و فقہا نے فتویٰ دیتے وقت اختیار کیا ہے۔ اس منہج کی بنیاد شرعی اصولوں جیسے سد ذرائع، مآلات کا اعتبار اور محتاط رائے کو ترجیح دینے پر ہے۔

2- فتویٰ میں احتیاط کا منہج اختیار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ فتویٰ صادر کرتے وقت مفتی کا اشتباہ کی صورت میں اپنے فتویٰ کی بنیاد مامور بہ کام کو احتیاطاً ترک کرنے، ممنوع کام میں واقع ہونے سے بچنے، شبہات سے بچنے اور ایسے مفسدہ کو دور کرنے پر رکھے جس کا واقع ہونا متوقع ہے۔

3- احتیاط کی بنا پر فتویٰ دینے کے تین اسباب ہیں؛ پہلا سبب یہ ہے کہ مفتی کو کسی مسئلہ کے حکم بارے میں شک و شبہ پیدا ہو جاتا ہے تو وہ الخروج من الخلاف، سخت رائے کو ترجیح دینے یا ثقیل رائے کو اختیار کر کے فتویٰ صادر کرتا ہے۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ بسا اوقات مفتی کو کسی مسئلہ کی عملی صورت میں شک پیدا ہو جاتا ہے تو وہ اس کام کو ترک کرنے، حرمت کی جانب کو ترجیح دینے یا یقینی صورت کی بنا پر فتویٰ صادر کرتا ہے۔ اور تیسرا سبب یہ ہے کہ بسا اوقات مفتی کسی مسئلہ کے حکم کے مآل کے اعتبار سے فتویٰ دیتا ہے یعنی اگر وہ حکم کسی حرام کام کی طرف لے کر جائے تو وہ اس سے منع کر دیتا ہے۔

4- اس بات میں کوئی شک نہیں کہ فتویٰ میں ان اسباب میں سے کسی سبب کی بنا پر احتیاط اختیار کرنا درست ہے لیکن اس میں مبالغہ آرائی سے کام لینا درست نہیں، بلکہ احتیاط اختیار کرنے کی بنیاد کسی مسئلہ کے بارے میں ہونے والے اختلاف کی دلیل پر ہے کہ جس قدر وہ دلیل قوی ہو گی اسی قدر احتیاط اختیار کرنا ضروری ہو گا۔ اسی طرح احتیاط کے منہج کو اختیار کرنے کے ضوابط کو مد نظر رکھنا بھی ضروری ہے۔

فتویٰ میں احتیاط کا منہج اختیار کرنا مستحب اور مندوب ہے البتہ جب احتیاط اختیار کرنا کسی حرام کام کو ترک کرنے، مفسدہ کو دور کرنے کا سبب ہو تو پھر احتیاط اختیار کرنا واجب ہو جاتا ہے اور جب کسی حرام کے ارتکاب کی طرف جانے کا سبب ہو تو اس وقت اس منہج کو اختیار کرنا حرام ہو جاتا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1 ابن منظور، جمال الدین، لسان العرب، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع دوم، 1412ھ، ج15 ص145
Ibn Manẓūr, Jamāl al-Dīn, Lisān al-Arab, Dār al-Kutub Al-Ilmiyyah, Beirūt, second edition, 15/ 145

2 حوالا بالا، 148-147/15 /
Ibīd, 15:147-147

3 اصدار وزارة الاوقاف والشؤون الاسلامیہ الکویتیہ، الموسوعہ الفقہیہ الکویتیہ، مطبعۃ المقہوی الاولیٰ، کویت، طبع دوم 1431 ھ، ج32 ص20۔ فتوی کی متعدد اصطلاحی تعریفات کی گئی ہیں مگر معنیٰ کے اعتبار سے تمام متفق ہیں، دیکھئے: قرافی، ابوالعباس احمد، الفروق، دار عالم الکتب، بیروت، بدون طبع، 4/53 / حرانی، احمد بن حمدان، صفۃ الفتوی والمفتی والمستفتی، مکتب اسلامی، بیروت، طبع چہارم 1401ھ، ص 06/ اشقر، محمد بن سلیمان، الفتیا ومناہج الافتاء دار النفائس، اردن، طبع سوم 1413ھ، ص13
Iṣdār Wazārats al-Awqāf wa al-Shu'ūn al-Islāmiyyah Al-Kuwaytiyyah, al-Mawsū'ah al-Fiqhiyyah Al-Kuwaytiyyah, Maṭb' al-Muqahwā al-Ūlā, Kuwayt, 2nd publication, 1431H,32/20; Qarāfī, Abu al-Abbās Aḥmad, al-Farūq, Dār Ālam al-Kutub,Beirūt, 4/53; Ḥarrānī, Aḥmad ibn Ḥamdān, Ṣifat al-Fatwā wa al-Muftī wa al-Mustaftī, Maktab Islāmī,Beirūt,4th publication 1401H,p. 06; Ashqar, Muḥammad ibn Sulaymān, al-Futyā wa Manāhij al-Iftā, Dār al-Nafā'is, Urdan, 3rd publication, 1413H,p. 13

4 لسان العرب، 279/7
Lisān al-Arab 7/279

5 لسان العرب، 279/7/ فیروز آبادی، محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، دار احیاء التراث العربی، بیروت، طبع اول، 1412 ھ، 2/526
Lisān al-Arab 7/279; Fayroz Ābādī, Muḥammad ibn Ya'qūb, al-Qāmūs al-Muḥīṭ, Dār Iḥyā al-Turāth al-Arabī, Beirūt, 1st publication, 1412H, 2/526

6 جرجانی، محمد بن علی۔ التعریفات، تحقیق: ابراہیم، دار الکتاب العربی، بیروت، طبع دوم، 1413ھ، ص26
Jurjānī, Muḥammad ibn Alī, al-Ta'rīfāt, Taḥqīq: Ibrāhīm, Dār al-Kitāb al-Arabī, Beirūt, 2nd publication, 1413H, p. 26

7 محمد مناوی، التوقیف علی مہمات التعاریف، تحقیق: محمد الدایہ، دار الفکر المعاصر، بیروت، 1410ھ، ص13
Muḥammad Manāwī, Al-Tawqīf alā Muhimmāt al-Ta'ārīf, Taḥqīq: Muḥammad al-Dāyah, Dār al-Fikr al- Mu'āṣir, Beirūt, 1410A/H, p. 13

8 صالح بن حمید، رفع الحرج فی الشریعہ الاسلامیہ، دار الاستقامہ، بیروت، طبع دوم، 1412ھ، ص222
Ṣāliḥ ibn Ḥamid, Raf' ul Ḥaraj fī al-Sharī'ah al-Islāmiyyah, Dār al-Istiqāmah, Beirūt, 2nd publication , 1424H, p.222

9 ڈاکٹر الیاس بلکا، الاحتیاط وحجیتہ واحکامہ وضوابطہ، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، طبع اول، 1424ھ، ص 353

Dr. Ilyās Balkā, al-Iḥtiyāṭ wa Ḥujjiyyatuhū wa Aḥkāmuhū wa Ḍawābiṭuhū, Mu'assisah al-Risālah, Beirūt,1st publication, 1418H, p 48

10 منیب بن محمود شاکر، العمل بالاحتیاط فی الفقہ الاسلامی، دار النفائس، ریاض، طبع اول 1418ھ، ص 48

Munīb ibn Maḥmūd shākir, Al-Amal bi al-Iḥtiyāṭ fī al-Fiqh al-Islāmī, Dār al-Nafā'is, Riyāḍ, 1st publication, 1418H, p. 48

11 شافعی، محمد بن ادریس، الام، دار المعرفہ، بیروت، بدون طبع، سال نشر 1990، 1/46

Shāf'ī, Muḥamad ibn Idrīs, al-Umm, Dār al-Ma'rifah, Beirūt, without publication, 1990AD, 1/46

12 محمد بن صالح عثیمین، الشرح الممتع لابن عثیمین علی زاد المستقنع، مکتبۃ المنہاج، ریاض، 1431ھ، ج 1 ص 249

Muḥammad ibn Ṣāliḥ Uthīmayn, al-Sharḥ al-Mumti' li ibn Uthīmayn, alā zād al-Mustaqni', Maktbah al-Minhāj, Riyāḍ, 1431H, 1/249

13 مولنا مفتی محمود، فتاوی مفتی محمود طبع چہارم 2009، محمد درانی، 398/6

Mawlānā Muftī Maḥmūd, Fatāwā Muftī Maḥmūd, 4th publication, 2009AD, Muḥammad Durānī, 6/398

14 مفتی کفایت اللہ، کفایت المفتی، دار الاشاعت، کراچی، 2001ء، ج 9، ص 143

Muftī Kifāyatullah, Kifāyat al- Muftī, Dār al-Ishā'at, Karachi, 2001 AD, 9/143

15 ابن السبکی عبدالوہاب بن علی مصر کے شہر قاہرہ میں 1327 میں پیدا ہوئے۔ وہاں علم حاصل کر کے شام گئے اور علمائے دمشق علم حاصل کیا، اٹھارہ سال کی عمر سے پہلے ہی ان کو فتوی دینے کی اجازت مل گئی، شام میں منصب قضاء کا سہرا انہی کے سر پر سجا، ان کی متعدد مؤلفات ہیں جن میں شرح مختصر ابن حاجب، القواعد المشتملہ علی الاشباہ والنظائر وغیرہ۔ انہوں نے 1370 میں وفات پائی۔ دیکھئے: الزرکلی خیر الدین، الاعلام، دار العلم للملایین، بیروت، طبع خامس عشر 2002، ج 4 ص 184

Al-Zarkalī, Khayr al-Dīn, al-A'lām, Dār al-'ilm li al-Malāyīn, Beirūt, 15th publication 2002 AD, 4/184

16 ابن السبکی، الاشباہ والنظائر، تحقیق: عادل عبدالموجود وعلی عوض، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول، 1411ھ، 1/111

Ibn Al-Subkī, al-Ashbāh wa al-Naẓā'ir, Taḥqīq: 'Ādil Abdul Maujūd wa Alī Aud, Dār al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirūt, 1st publication, 1411 AH, 1/111

17 البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، تحقیق: محمد زہیر الشاویش، کتاب الوضو، باب اذا شرب الکلب فی اناء احدکم فلیغسلہ سبعا، دار طوق النجاۃ، بیروت، طبع اول 1422ھ/ النیشابوری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، تحقیق: محمد فواد عبدالباقی، کتاب الصید والذبائح، باب الصید بالکلاب المعلمۃ، دار احیاء التراث، بیروت

Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl, al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ, Taḥqīq: Muḥammad Zuhayr al-Shāwaysh, Kitāb al- Wuḍū, Bāb Idhā shariba al-Kalbo fī Inā'-e-Aḥadikum falyaghsilho sab'an, Dār Ṭauq al-Najāt, Beirūt,1st publication,1422H; Al-Nayshābūrī, Muslim ibn Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim, Taḥqīq: Fowād Abdul Bāqī, Kitāb al-Ṣayd wa al-Dhabā'iḥ, Bāb al-Ṣayd bi al-Kilāb al-Muallimah, Dār Iḥyā' al-Turāth, Beirūt.

18 الام، 46/1

Al-Umm, 1/46

19 دیکھئے: مجموع الفتاوی، جمع وترتیب: عبدالرحمن بن محمد بن قاسم، دار عالم الکتب، بیروت، 1412ھ، 24/205 اسی مسئلہ کے بارے میں فتاوی دار العلوم زکریا میں بھی یہی ہے کہ ان سورتوں کی مداوت کا فتوی نہیں دینا چاہیے کیونکہ ان کی قرات مستحب ہے لازمی نہیں اور مستحب پر مداوت اختیار کرنا مکروہ ہے۔ دیکھئے: فتاوی دار العلوم زکریا، کراچی، زمزم پبلشر، 2008، 184/2؛ مفتی سید نجم الحسن، نجم الفتاوی، کراچی، شعبہ نشر واشاعت یاسین القرآن، 2010، 363/2

Majmū' al-Fatāwā, jama wa Tartīb: Abdul Rehmān ibn Muhammad ibn Qāsim, Dār Ālam al-Kutub, Beirūt, 1412H, 24/205; Fatāwā Dār al-Ulūm Zakariyyā, Karachi, Zamzam publisher, 2008, 2/184; Muftī Najm al-Ḥasan, Najm al- Fatāwā, Karachi, Yasīn al-Qur'ān publication, 2010, 2/363

20 مجموع الفتاویٰ، 17/24

Majmū' al-Fatāwā, 17/24

21 مجموع الفتاویٰ، 29/276/ابن رجب، القواعد فی الفقہ الاسلامی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول، 1413ھ ص 222

Majmū' al-Fatāwā, 29/276; Ibn Rajab, al-Qawā'id, fī al-Fiqh al-Islāmī, Dār al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirūt, 1st publication, 1413H, p. 222

22 سرخسی، ابو بکر محمد، المبسوط، دار المعرفہ، بیروت، 1406ھ، ج3 ص140

Sarakhsī, Abū Bakar Muhammad, al-Mabsūṭ, Dār al-Ma'rifah, Beirūt, 1404H, 3/140

23 مفتی عبد الرحیم، فتاوی رحیمیہ، کراچی، دار الاشاعت، 2009، 246/7

Muftī, Abdul Rahīm, Fatāwā Raḥīmiyyah, Karachi, Dār al-Ishā'at, 2009AD, 7/246

24 عز ابن عبد السلام کو سلطان العلماء کے نام سے تاریخ میں یاد کیا جاتا ہے جو کہ دمشق میں 577ھ کو پیدا ہوئے، زہد وورع سے مشہور تھے۔ عظیم کتابوں کے مصنف ہیں، قاہرہ میں 661ھ کو فوت ہوئے۔ دیکھئے: ذہبی، محمد بن احمد، العبر فی خبر من غبر، تحقیق: محمد سعیدی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، بدون طبع، ج5 ص261

Dhahabī, Muhammad ibn Ahmad, al-Ibr fī khabar-e-man Ghabar, Ttahqīq: Muhammad Sa'īdī, Dār al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirūt, 5/261

25 عز ابن عبد السلام، قواعد الاحکام فی مصالح الانام، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، 1410ھ، ج2 ص199-200

Izz ibn Abdul Salām, Qawā'id al-Aḥkām fī Maṣāliḥ al-Anām, Mu'assisah al-Risālah, Beirūt, 1410 H, 2/199-200

26 دیکھئے: مفتی نظام الدین اعظمی، نظام الفتاوی، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، 384/2

Muftī Niẓām al-Dīn, A'ẓmī, Niẓām al-Fatāwā, Lahore, Maktabah Rahmāniyyah, 2/384

27 دیکھئے: مولانا محمد یوسف لدھیانوی، آپ کے مسائل اور ان کا حل، کراچی مکتبہ لدھیانی، 2011، 497/5

Mawlānā Muhammad Yūsuf ludhyānwī, Āp kay Masā'il aur unkā ḥal, Karachi, Maktbah Ludhyānī, 2011AD, 5/497

28 شیخ مناوی محمد عبد الرؤف، جو کہ مناوی کے نام سے مشہور ومعروف ہیں، 952ھ کو پیدا ہوئے جب وہ بیمار ہوئے تو ان کے بیٹے تاج الدین نے ان کی تصانیف لکھیں، ان کی مشہور کتاب فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ہے۔ اور قاہرہ میں 1031ھ کو فوت ہوئے۔ دیکھئے: زرکلی، الاعلام، ج6 ص204

Zarkalī, al-'alām, 6/204

29 دیکھئے: المناوی، محمد عبد الرؤوف، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، المکتبۃ التجاریہ، مصر، طبع اول، 2/134

Al-Manāwī, Muhammad ibn Abdul ra'ūf, Fayḍ al-Qadīr, Sharḥ al-Jāmi' al-Ṣaghīr, al-Maktbah al- Tijāriyyah, Egypt, 1st publication, 2/134

30 دیکھئے: قواعد الاحکام فی مصالح الانام، 1/183/ قرافی، ابو العباس احمد، الفروق، دار عالم الکتب، بیروت، بدون طبع، 4/210-212

Qawā'id al-Aḥkām fī Maṣāliḥ al-Anām, 1/183; Qarāfī, Abu al-Abbās Aḥmad, al-Farūq, Dār Ālam al- Kutub, Beirūt, without publication, 4/210-212

31 دیکھئے: قواعد الاحکام، 2/200

Qawā'id al-Aḥkām,2/200

32 حوالا بالا، ج 1/46

Ibid , 1/46

33 شیخ الاسلام ابن تیمیہ، ابوالعباس، تقی الدین، احمد بن عبدالحلیم ایک فقیہ، مجتہد، محدث اور مفسر کے طور پر جانے جاتے ہیں، 1263ھ میں شہر حران میں پیدا ہوئے اور اپنے وقت کی ظالم حکومتوں سے جہاد کیا، عقائد میں شک و شبہات پیدا کرنے والی طاقتوں سے جہاد کیا، ان کی ساری زندگی دین اسلام کی خدمات سر انجام دینے سے بھری ہوئی ہے، کئی کتابوں کے مصنف ہیں، 1328ھ میں وفات پائی۔ دیکھئے: ذہبی محمد بن احمد، تاریخ الاسلام، دار الکتاب العربی، بیروت، طبع اول، 1407ھ، 13/723

Dhahabī, Muḥammad ibn Aḥmad, Tarīkh al-Islām, Dār al-Kitāb al-Arabī, Beirūt, 1st publication,1408 H, 13/723

34 دیکھئے: مجموع الفتاویٰ، 10/512

Majmū' al-Fatāwā, 10/512

35 حوالا بالا، 25/110

Ibid, 25/110

36 دیکھئے: قواعد الاحکام، 1/183

Qawā'id al-Aḥkām, 1/183

37 دیکھئے: زرکشی، بدر الدین محمد بن بہادر، المنثور فی القواعد، تحقیق: محمد حسن محمد اسماعیل، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول، 1421ھ، ج1ص346/شرح النووی علی صحیح مسلم، 2/23

Zarkashī, Badr al-Dīn Muḥammad ibn Bahādar, Al-Manthūr fī al-Qawā'id, Taḥqīq: Muḥammad Ḥasan Muḥammad Ismā'īl, Dār al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirūt, 1st publication, 1421 H, 1/346; Sharḥ al-Nawawī Alā Ṣaḥīḥ al-Muslim, 2/23

38 دیکھئے: قواعد الاحکام 1/183/نووی، ابوزکریا، شرح صحیح مسلم، دار القلم، بیروت، طبع اول، 9/419/الفروق، 4/212

Qawā'id al-Aḥkām, 1/183, Nawawī, Abū Zakariyyā, Sharḥo Ṣaḥīḥ Muslim, Dāl al-Qalam, Beirūt,1st publication 9/419; al- Farūq, 4/212

39 ابن السبکی، الاشباہ والنظائر، 1/113

Ibn Subkī, Al-Aashbāh wa al-Naẓā'ir, 1/113

40 مفتی محمد فرید، فتاوی فریدیہ، دار العلوم صدیقیہ، صوابی، طبع سوم 2009، 2/44

Muftī Muḥammad Farīd, Fatāwā Farīdiyyah, Dār al-Ulūm Ṣiddīqiyyah, Ṣawābī, 3rd publication, 2/44

41 حوالا بالا، 43/2

Ibid, 2/43

42 دیکھئے: https://urduFatwa.com/view/1/160

43 ابن رشد، ابوالولید محمد، المقدمات الممہدات، تحقیق: محمد حجی، دار الغرب، طبع اول 1408ھ، ج2ص 432

Ibn Rushd, Abū al-Walīd Muḥammad, al-Muqaddamāt al-Mumahhadāt, Taḥqīq: Muḥammad Ḥujī, Dār al-Gharab, 1st publication 1408 A/H, 2/432

44 دیکھئے: جوینی، امام الحرمین، ابوالمعالی عبدالملک، البرھان فی اصول الفقہ، دار الوفاء، مصر، طبع دوم 1412ھ، 2/1199/ سمرقندی، ابو بکر محمد بن احمد، میزان الاصول، تحقیق: محمد زکی عبدالبر، مکتبۃ دار التراث، قاہرہ، طبع دوم، 1418ھ، ص738/ آمدی، علی بن محمد، الاحکام فی اصول الاحکام، تعلیق: عبدالرزاق عفیفی، المکتب الاسلامی، بیروت، طبع دوم، 1402ھ، ج4ص268

Juwaynī, Imām al-Ḥarmayn, Abū al-Ma'ālī Abdul Malik, al-Burhān fī Uṣūl al-Fiqh, Dār al-Wafā', Egypt, 2nd publication, 1412H, 2/1199; Samarqandī, Abū Bakar, Muḥammad ibn Aḥmad, Mīzān al-Uṣūl, Taḥqīq: Muḥammad Zakī Abdul Barr, Maktabah Dār al-Turāth, Qairo, 2nd publication, 1418H,p. 738; Amdī, Alī ibn Muḥammad, al-Aḥkām, fī Uṣū al-Aḥkām, Ta'līq: Abdul Razzāq Afīfī, al- Maktab al- Islāmī, Beirūt, 2nd publication, 1402H, 4/268

45 دیکھئے: ابو یعلی، محمد بن حسین، العدۃ فی اصول الفقہ، تحقیق: احمد المبارکی، طبع دوم 1410ھ، 2/1040
Abū, Ya'lā, Muḥammad ibn Husayn, al-Iddah fī Uṣūl al-Fiqh, Taḥqīq: Aḥmad al-Mubārkī, 2nd publication, 1410 H, 2/1040

46 امام الحرمین، امام جوینی جوین میں 419ھ میں پیدا ہوئے، شافعی المذہب تھے، ان کی تصنیفات میں سے البرہان فی اصول الفقہ، الشامل فی اصول الدین وغیرہ ہیں۔ 478ھ میں وفات پائی۔ دیکھئے: ذہبی، محمد بن احمد، سیر اعلام النبلاء، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، بدون طبع، 18/468
Dhabī, Muḥammad ibn Aḥmad, Siyar 'alām al-Nubalā, Mu'ssisa al-Risālah, Beirūt, 18/468

47 البرھان فی اصول الفقہ، 2/779
Al-Burhān fī Uṣūl al-Fiqh, 2/779

48 دیکھئے: زیلعی، عثمان بن علی، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، مطبعۃ الفاروق الحدیثۃ، قاہرہ، طبع دوم، 2/118؛ ابن نجیم، البحر الرائق، 2/178
Zayl'ī, Usmān ibn Ali, Tabyīn al-Ḥaqā'iq Sharḥu Kanz al-Daqā'iq, Maṭba al-Fārūq al-Ḥadīthah, Qairo, 2nd publication, 2/118; Ibn e Nujaym, al-Bahr al-Rā'iq, 2/178

49 مولانا عبد الحق، فتاوی حقانیہ، دار العلوم، خٹک، 2010 ، 414/3
Mawlānā Abdul Ḥaqq, Fatāwā Ḥaqqāniyyah, Dār al-Ulūm, Khaṭak, 2010 AD, 3/414

50 زین الدین بن نجیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، دار المعرفہ، بیروت، بدون طبع، 2/178
Zayn al-Dīn Ibn Nujaym, al-Baḥr al-Rā'iq Sharḥo Kanz al-Daqā'iq, Dār al-Ma'rifah, Beirūt, 2/178

51 زرکشی، محمد بن بہادر، البحر المحیط فی اصول الفقہ، بدون طبع، 6/30
Zarkashī, Muḥammad ibn Bahādar, al-Baḥr al-Muḥīṭ fī Uṣūl al-Fiqh, 6/30

52 امام فخر الدین رازی 544ھ کو طبرستان میں پیدا ہوئے، مفاتیح الغیب، المحصول ان کی معروف کتابیں ہیں۔ 606ھ میں فوت ہوئے۔ دیکھئے: سیر اعلام النبلاء 1/480
Siyar 'alām al-Nubalā, 1/480

53 رازی، محمد بن عمر بن حسین، المحصول فی اصول الفقہ، تحقیق: طہ جابر علوانی، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، طبع دوم، 1418ھ، 6/217
Rāzī Muḥammad ibn Umar ibn Husayn, al-Maḥṣūl fī Uṣūl al-Fiqh, Taḥqīq: Ṭāha Jābir Alwānī, Mu'assisah al-Risālah, Beirūt, 2nd publicaton, 1418H, 6/217

54 طیار، عبد اللہ بن محمد، الزکاۃ و تطبیقاتها المعاصر، دار الوطن، ریاض، طبع دوم، 1414ھ، ص 128
Ṭayyār, Abdullah ibn Muḥammad, al-Zakāt wa Taṭbīqātuhā al-Mu'āṣarah, Dar al-Waṭan, Riyāḍ, 2nd publication, 1414H, p.128

55 فتاوی رحیمیہ، 196/7
Fatāwā Rahīmiyyah, 7/196

56 شیرازی، التبصرۃ، ص 484/ البحر المحیط، 1/259
Shirāzī, al-Tabṣirah, p.484; Al-Baḥr al-Muḥīṭ, 1/259

57 ابن السبکی، الاشباہ والنظائر، 1/117/ ابن نجیم، زین العابدین بن ابراہیم، الاشباہ والنظائر، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول، 1413ھ، ص 121/ سیوطی، جلال الدین عبد الرحمن، الاشباہ والنظائر، تحقیق: علاء السعید، مکتبہ نزار الباز، ص 139
Ibn Al-Subkī, al-Ashbāh wa al-Naẓā'ir, 1/117; Ibn Nujaym, Zain al-Abidīn, al-Ashbāh wa al-Naẓā'ir, Dār al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirūt, 1st publication, 1413H, 121; Suyūṭī, Jalāl al-Dīn Abdul Reḥmān, al-Ashbāh wa al-Naẓā'ir, Taḥqīq: Alā'u al-Sa'īd, Maktabah Nazār al-Bār, p.139

58 مجموع الفتاویٰ،21/76

Majmū‘ al-Fatāwā, 21/76

59 https://darulifta-deoband.com/home/ur/taharah-purity/59455

60 محمد بن احمد جو کہ امام سرخسی کے نام سے مشہور ہیں، حنفی فقیہ اور اصولی ہیں ان کی مشہور کتاب المبسوط ہے۔دیکھئے: سیر اعلام النبلاء، 19/147

Siyar ‘alām al-Nubalā, 19/147

61 سرخسی، ابو بکر محمد بن احمد، شرح السیر الکبیر، الشرکۃ الشرقیہ، بیروت، بدون طبع، 2/414

Sarakhsī, Abū Bakar ibn Muḥammad, Sharḥ al-Siyar al-Kabīr, al- Sharikah al-Sharqiyyah, Beirūt, 2/414

62 https://forum.mohaddis.com/threads/ ؛ https://www.banuri.edu.pk/readquestion/

63 مجموع الفتاویٰ،1/511-512

Majmū‘ al-Fatāwā, 1/511-512

64 دیکھئے: مفتی نظام الدین اعظمی، نظام الفتاوی، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، 384/2

Muftī Niẓām al-Dīn A‘ẓmī, Niẓām al-Fatāwā, Lahore, Maktabah Rahmāniyyah, 2/384

65 https://darulifta-deoband.com/home/ur/sawm-fasting/61021

66 https://darulifta-deoband.com/home/ur/Business/9413

67 محمد عمر سماعی، نظریۃ الاحتیاط، دار ابن حزم، بیروت، طبع اول 1420ھ، ص 152

Muhammad Umar Samā’ī, Naẓriyat al-Iḥtiyāṭ, Dār Ibn Ḥazam, Beirūt, 1st publication 1420H,p.152

68 https://www.banuri.edu.pk/readquestion/

69 دیکھئے: اصول السرخسی، 2/23

Uṣūl al-Sarakhsī, 2/23

70 دیکھئے: شاطبی، ابو اسحاق ابراہیم، الموافقات فی اصول الفقہ، دار المعرفہ، بیروت، طبع اول 1415ھ، 2/642

Shaṭbī, Abū Isḥāq Ibrāhīm, al-Mawāfaqāt, fī Uṣūl al-Fiqh, Dār al-Ma‘rifah, 1st publication, 1415H, 2/642

71 احمد بن علی ابو بکر جو کہ امام جصاص کے نام سے مشہور ہیں، 305ھ میں پیدا ہوئے اور 370ھ میں فوت ہوئے، ان کی مشہور کتابوں میں اصول الجصاص، احکام القرآن ہیں۔ دیکھئے: حنبلی، عبدالحیی، شذرات الذہب فی اخبار من ذہب، تحقیق: عبدالقادر ارنوط، محمود ارنوط، دار ابن کثیر، دمشق، 1406ھ، 3/71

Ḥambalī Abdul Hayy, Shadhrāt al-Dhahab fī Akhbār man Dhahab, Taḥqīq: Abdul Qādir Arnūṭ, Maḥmūd Arnūṭ, Dār Ibn kathīr, Dimashq, 1406H, 3/71

72 اصول الجصاص، 2/99

Uṣūl al-Jaṣṣāṣ, 2/99

73 الاشباہ والنظائر، 1/110

Al-Ashbāh wa al-Naẓā‘ir, 1/110

74 شرح السنۃ، 5/10

Sharaḥ al-Sunnah, 5/10

75 ابو سلیمان، معالم السنن شرح سنن ابو داود، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول 1411ھ، 2/300

Abū Sulaymān, Ma‘ālim al-Sunan Sharḥu sunan Abū Dāwūd, Dār al-kutub al-Ilmiyyah, Beirūt, 1st publication, 2/300

76 دیکھئے: مجموع الفتاویٰ، 26/54/الاشباہ والنظائر، 1/112

Majmū‘ al-Fatāwā, 26/54 ; Al-Ashbāh wa al-Naẓā‘ir,1/112

77 الاشباہ والنظائر، 112/1

Al-Ashbāh wa al-Naẓā'ir , 1/112

78 ابو حامد محمد بن محمد، غزالی، احیاء علوم الدین، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول 1421ھ، 2/94-95

Abū Hāmid Muḥammad ibn Muḥammad, Ghazālī, Iḥyā'u Ulūm al-Dīn, Dār al-Kutub al- Ilmiyyah, Beirūt, 1st publication 1421 AH, 2/94-95

79 ابن قیم، اغاثۃ اللھفان، تحقیق/ محمد حامد الفقی، دار المعرفہ، بیروت، بدون طبع، 1/163

Ibn Qayyim, Ighātha al-Lafhān, Taḥqīq: Muḥammad Ḥamid al- Fiqhī, Dār al-Ma'rifah, Beirūt, 1/163

80 الاحکام فی اصول الاحکام، 1/240

Al-Aaḥkām, fī Uṣūl al-Aḥkām, 1/240

81 نووی، ابوزکریا، المجموع شرح المھذب، تحقیق: محمود مطرحی، دار الفکر، بیروت، طبع اول 1417ھ، 1/351

Nawawī Abū Zakariyyā, Al- Majmū' Sharḥ al-Muhadhab, Taḥqīq: Maḥmūd Maṭraḥī, Dār al-Fikar, Beirūt, 1st publication 1417H, 1/351

82 ابن قیم، محمد بن ابو بکر ابو عبداللہ 691ھ میں پیدا ہوئے اور 751ھ میں فوت ہوئے، حنبلی مذہب کے فقیہ اور مجتہد ہیں، ان کی کتابوں میں اعلام الموقعین، زاد المعاد شامل ہیں۔ دیکھئے: ابن رجب، ذیل طبقات الحنابلہ، مکتبۃ العبیکان، طبع اول، 2005، 5/170-175

Ibn Rajab, Dhayl Ṭabaqāt al-Ḥanābilah, Maktaba al-Abīkān, 1st publication, 2005, 5/170-175

83 دیکھئے: ابن قیم، الروح، دار ابن کثیر، دمشق، طبع چہارم 1420ھ، ص256

Ibn Qayyim, Al-Rūḥ, Dār Ibn kathīr, Dimashq, 4th publication 1420 AH, p.256